بابا صاحب ڈاکٹر امبیڈکر سب کے لیے

سنتوش کمار

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، یونیورسٹی آف دہلی، دہلی۔110007

ہندوستان کی عظیم شخصیتوں میں جیوتی با پھولے، چھتر پتی شاہو جی مہاراج، مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو، مدن موہن مالویہ، سردار پٹیل، مولانا آزاد،، ڈاکٹر راجندر پرساد، دین دیال اُپادھیائے، ڈاکٹر لوہیا اور محمد اقبال وغیرہ کے نام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ جنھوں نے اپنے اپنے میدان میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں سب سے اہم بھارت رتن ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کا نام نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے، جو معمار آئین اور ہم سب کے مسیحا ہیں۔ ڈاکٹر امبیڈکر نا قابل فراموش شخصیت کا نام ہے۔ جنھوں نے ہندوستان کے غریبوں، مجبوروں، لاچاروں، مظلوموں، کمزوروں، عورتوں کے حق و برابری کا انصاف دلانے کے لیے اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمارے ملک سے چھوا چھوت، بھید بھاؤ، اونچ نیچ اور ذات پات جب تک ختم نہیں ہوگی تب تک ہمارے دیش کی ترقی نہیں ہوسکتی۔ دلتوں پر ہو رہے ظلم و ستم کے خلاف جنگ کی شروعات کی اور اس کو پوری طرح ختم کرنے کا پکا ارادہ کیا۔ اس کوڑھ کو دور کر کے ملک میں مساوات و بھائی چارے کو قائم کرنا ان کی قربانی کا نتیجہ ہے۔ وہ بغیر تھکے دن رات محنت کرتے رہتے تھے۔ ان کے لیے دن اور رات ایک جیسا معلوم ہوتا تھا کیوں کہ وہ ہندوستان کو بہت کچھ دینا چاہتے تھے۔ ملک کو ترقی کی راہ پر لے جانا ان کا خاص مقصد تھا۔ جب تک عدم مساوات ختم نہیں ہوگی تب تک انسانیت کا جنم دشوار ہے اس حال میں ملک بھی ترقی نہیں کرے گا اور نہ نئے سماج کی تشکیل ہوگی۔ انسانیت جہاں پر ہوگی وہاں ہر انسان آزاد ہوگا اور ایک دوسرے کی مدد کرے گا۔

بابا صاحب کا جنم اس وقت ہوا جب ہندوستان انگریزوں کا غلام تھا۔ ان کی پیدائش ۱۴/ اپریل ۱۸۹۱ء مہو کینٹ، ضلع اندور، مدھیہ پردیش کے (شودر) مہار ذاتی میں رام جی راؤ، بھیما بائی کی ۱۴ویں اولاد کے روپ میں ہوئی۔ اس وقت مہار ذات ایک مارشل (بہادر) ذات مانی جاتی تھی۔ ان کے دادا مالو جی راؤ انگریزی حکومت کی فوج میں تھے۔ اپنی محنت اور لگن سے کئی خطابات حاصل کئے۔ والد رام جی راؤ سکپال بھی انگریزی سرکار کی فوج میں صوبیدار تھے۔ والدہ بھیما بائی سادہ اور بڑی نیک مزاج عورت تھیں۔ بابا صاحب کا نام بچپن میں بھیم راؤ سکپال تھا۔ ۱۸۹۲ء میں اونچی ذات کی مخالفت سے ۱۸۹۴ء میں گڑ گری کمیشن کے طور پر مہاروں کو انگریزی فوج میں بھرتی پر روک لگا دی۔ اس کے خلاف بغاوت صرف رام جی راؤ نے کی۔ بھیما بائی کی ۱۴ اولاد میں سے ۹ اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور پانچ اولادیں روشن خیال رہیں۔ رام جی راؤ بھی مالو جی راؤ کی چوتھی اولاد تھے۔ امبیڈکر اپنے گاؤں دیولی میں پانچ سال تک ابتدائی اسکولی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ چھٹے سال ۱۹۰۱ء میں ان کا داخلہ ستارہ کے کینٹ اسکول میں کرا دیا گیا۔ امبیڈکر کا پہلے تخلص امباوڈے کر تھا۔ اسی اسکول میں امبیڈکر نام کے ایک برہمن استاد بھی تھے۔ ایک دن بھیم راؤ سے بولے کہ تمہارا نام امبا وڈے کر بولنے میں اٹپٹا لگتا ہے اور امبیڈکر بولنے میں سیدھا

اور اچھا لگتا ہے۔اس لیے آج سے تم بھی اپنا نام امبیڈکر لکھو گے۔تب سے بھیم راؤ اپنا نام امبیڈکر لکھنے لگے۔

بابا صاحب معاشی و اقتصادی پریشانیوں میں رہتے ہوئے بھی تعلیم کی ان بلندیوں کو چھوتے رہے جہاں پر پہنچنا ناممکن تھا۔۱۹۰۶ء میں رمابائی سے شادی ہوئی۔۱۹۰۷ء میں میٹرک کا امتحان اول درجے سے پاس کیا اور ۱۹۰۸ء میں ایلفسٹن کالج میں داخلہ لیا اور ۱۹۰۹ء میں انٹرمیڈیٹ درجہ اول سے پاس کیا تو ۱۹۱۰ء میں بڑودا ریاست نے ۲۵ روپے ہر ماہ کے وظیفے پر کولمبیا یونیورسٹی بھیجنے کا اعلان کیا۔۱۹۱۲ء میں بیٹے یشونت کی پیدائش ہوئی، گھر میں خوشی کا ماحول چھا گیا۔ ۱۹۱۳ء میں ممبئی یونیورسٹی سے بی۔اے کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ روانہ ہونے کی تیاری کرنے لگے، مگر بڑودا حکومت کی شرط کے مطابق ان کے یہاں سکریٹری کے عہدے پر مقرر ہوئے، لیکن اسی دوران ۱۹۱۳ء میں ہی رام جی راؤ کا انتقال ہو گیا گھر میں ماتم چھا گیا۔ ذرائع کی کمی کے سبب تعلیم حاصل کرنے میں اہل نہ تھے، مگر کہا جاتا ہے کہ جب سبھی راستے بند ہو جاتے ہیں تو ایک راستہ ضرور نکل آتا ہے۔روشنی کی ایک کرن باباصاحب پر بھی پڑی۔ بڑودا ریاست نے بھیم راؤ کو تین سال کے وظیفے پر امریکہ بھیجا۔ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ کو کولمبیا یونیورسٹی میں داخلہ لے کر امبیڈکر نے اپنا حوصلہ بلند کیا۔۱۹۱۵ء میں ''قدیم ہندوستان میں تجارت'' کے عنوان سے ایم اے ''ایسٹ انڈیا کمپنی کے نظامی اور شعبہ ماحولیات'' (ईस्ट इण्डिया कम्पनी का प्रशासन एवं वित्त व्यवस्था) پر اپنا تحقیقی مقالہ جمع کیا اور ۱۰ جون ۱۹۱۶ء کو کولمبیا یونیورسٹی میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔اسی سال ۱۹۱۶ء میں لندن میں M.Sc.,D.Sc کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے داخلہ لیا۔ ۱۹۱۷ء میں ہندوستانی انگریزی سرکار نے فوج میں دلتوں کی بھرتی پر لگی پابندی کو ہٹا دیا۔۱۹۱۷ء میں ہی امبیڈکر صاحب ہندوستان واپس آکر مہاراج بڑودا ریاست کے یہاں سکریٹری کے عہدے پر کام کرتے رہے، کچھ دن بعد چھوا چھوت، بھید بھاؤ کی وجہ سے ملازمت چھوڑ دی۔ پھر ۱۹۱۸ء میں ممبئی کے سِڈنہم کالج آف کامرس اینڈ اکونامکس میں پروفیسر کی ملازمت کر لی اور اسی سال کے دوران ''بھارت میں الپ بھومی اور اس کے اپائے'' کتاب شائع کی۔ ۱۹۲۰ء میں ''موک نائک'' ہفتہ وار مراٹھی زبان میں رسالہ نکالا۔۱۹۲۰ء میں ہی پروفیسر عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور وکالت کی پڑھائی کرنے کے لیے لندن یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔۱۹۲۲ء میں ''روپے کا مسئلہ'' (Problem of Rupees) پر اپنا تحقیقی مقالہ لندن یونیورسٹی سے پورا کیا، مگر نگراں کو اس کی زبان پسند نہیں آئی اور دوبارہ درست کرنے کو کہا، یہ بہت فکرمند ہو گئے اور ۱۹۲۳ء میں جرمنی کی بون یونیورسٹی میں ''اکونامکس'' اقتصادیات کی تعلیم کے لیے چلے گئے، مگر فیلو شپ بند ہونے کے سبب وہاں رہنا دشوار ہو گیا۔ پھر ۱۹۲۳ء میں ہندوستان میں واپس آکر ممبئی ہائی کورٹ میں وکالت شروع کر دی۔اسی سال ان کی تھیسیس (Problem of Rupees) منظور کر لی گئی اور ان کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا گیا۔اس تھیسیس کو P.S. or King Compny نے دسمبر ۱۹۲۳ء میں شائع کیا۔ ہندوستان میں بھی اس مقالے کو تھیسیس تھیکر اینڈ کمپنی ممبئی نے دوبارہ شائع کیا۔

مارچ ۱۹۲۴ء میں ''اچھوت سماج پریشد'' کا قیام ہوا اور جولائی ۱۹۲۴ء میں ہی ''بہشکرت ہتکارنی سبھا'' کا قیام کیا۔۱۹۲۵ء میں ''برٹش بھارت میں پرانتی ارتھ بواستھا کا وکاس'' (ब्रिटिश भारत में प्रान्तीय अर्थ व्यवस्था का विकास) ایک کتاب شائع ہوئی۔ ۱۹۲۶ء میں کورٹ سے چار دلتوں کو باعزت جیت دلائی۔

یہیں سے بابا صاحب بہت مشہور ہوئے اور سماج میں دلتوں، مجبوروں کو ان کا حق دلانے کے لیے ۱۹۲۷ء میں چودار تالاب سے پانی پینے کے لیے رتنا گری سے ستیہ گرہ شروع کیا۔ اسی سال ۳ اپریل کو ''بہشکرت بھارت'' رسالہ کی ابتدا کی۔ ۸ جون ۱۹۲۷ء کو کولمبیا یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی سے نوازا۔ ۱۹۲۷ء میں ہی ''سمتا مولک سماج'' کی بنیاد رکھی۔ جس کے بعد امبیڈکر کو C.B Khairmode ''بابا صاحب'' کے لقب سے پکارنے لگے۔ اسی سال ۲۵ دسمبر ۱۹۲۷ء کو منواسمرتی نذر آتش کرنے پر یوم السرخ (लाल दिवस) منایا جانے لگا اور ہندوستان میں دسمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء تک (Bottaliboy Accountancy Traning Institute) میں معلم کی ملازمت کی۔ جون ۱۹۲۸ء میں (Goverment Law College) نوکری کی اور اسی سال اگست (Mumbai Provincial Committee) منتخب، اکتوبر ۱۹۲۸ء میں (Mumbai Provincial Committee) کی جانب سے ''مہاروطن'' بند کرنے کے لیے ''سائمن کمیشن'' کے سامنے مسودہ پیش کیا اور سائمن کمیشن کے ممبر بھی چنے گئے۔ ۱۹۲۹ء میں ''جنتا'' رسالہ جاری کیا۔ مارچ ۱۹۳۰ء میں ناسک میں کالا رام مندر میں داخلے کے لیے ستیہ گرہ کیا۔ ۳۲-۱۹۳۱ء کو گول میز کانفرنس لندن میں ڈیلی گیٹ بنے۔ اسی سال ۲۴ مئی ۱۹۳۲ء میں بیل گاؤں مدراس میں شاندار استقبال ہوا اور ان کو پکا وطن پرست رہنما کہا گیا۔ ۱۹۳۲ء میں گاندھی جی کا انشن، پونا پیکٹ و تیسری بار گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء کو پہلی بار یوم سالگرہ پونا، ناسک اور ممبئی میں اجتماعی طور پر منایا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں رما بائی کا انتقال ہو جانے پر رنج و غم میں مبتلا ہو کر ممبئی سرکاری کالج میں پرنسپل کے عہدے پر مقرر ہوئے اور جون میں مذہب کی تبدیلی کا اعلان کیا۔

ہمت سے کام لیتے ہوئے ۱۹۳۶ء میں ''ذاتی کا ناش'' کتاب و ''انڈپینڈنٹ لیبر پارٹی'' (آزاد مزدور پارٹی) کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۵ء میں پرنسپل کے عہدے سے استعفٰی دے دیا۔ ۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء میں انگریزوں نے مزدوروں پر گولیاں داغیں جس کے خلاف بابا صاحب نے کھل کر بغاوت کی اور ۱۹۴۰ء میں سبھاش چندر بوس سے ملاقات کے دوران ہمت سے کام لینے کا مشورہ دیا۔ ۱۹۴۱ء میں مہار بٹالین کا پھر سے قیام ہوا۔ اسی سال ''تھاٹ آن پاکستان'' (Thoughts on Pakistan) کتاب منظر عام پر آئی۔ ۱۹۴۱ء میں ہی ''گاندھی اور دلتوں کی بیمکتی'' نام کی کتاب شائع ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں (Scheduled Caste of Indian Committee) کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۴۵ء میں پیپلس ایجوکیشن سوسائٹی آف بامبے کا اجرا کیا، ''گاندھی اور کانگریس نے اچھوتوں کے لیے کیا کیا'' کتاب کا اجرا پونا میں ''اسکول آف پولیٹکس'' میں ہوا۔ ۱۹۴۶ء میں ''سدھارتھ کالج'' ممبئی میں قیام ہوا جو ''لارڈ بودھا'' کے اصلی نام پر رکھا گیا۔ اسی سال ''شودر کون تھے'' کتاب منظر عام پر آئی۔ ۳ اگست ۱۹۴۷ء میں آزاد ہندوستان کے پہلے قانون منتری بنے۔ چھوا چھوت، بھید بھاؤ اور ذات پات کو مٹانے کے لیے شاردا کبیر سے دوسری شادی کی جو کہ برہمن ذات سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسی سال ایک بہترین کتاب ''اچھوت'' سب کے سامنے آئی۔ ۱۹۵۰ء اورنگ آباد میں ''ملیند ڈگری کالج'' کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۰ میں ہی ''بودھا اینڈ ہیز دھما'' (Budha and his Dhamma) کتاب مکمل ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں ''بھارتی بدھ سنگھ کی بنیاد و بدھ اپنا پاٹھ'' भारतीय बौद्ध संघ की स्थापना व बुद्ध उपसना पाठ اور ''بدھ، ونیہ پوسٹیکا'' बौद्ध विनय पुस्तिका کتاب کا اجرا کیا۔

۱۹۵۱ء میں اسمبلی سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ ''ہندو کوڈ بل'' نامنظور کر دیا تھا۔ یہ ان کا بہت ہی کڑا فیصلہ تھا اور ممبئی میں رہنے کے لیے دہلی سے روانہ ہو گئے۔ ۱۹۵۲ء میں کولمبیا یونیورسٹی سے ''ڈاکٹر آف لا'' کی ڈگری سے نوازے گئے۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں عالمی بدھ کونسل کے لیے رنگون روانہ ہوئے اور ''ریپبلکن پارٹی آف انڈیا'' کی بنیاد رکھی اور کئی ایسے کام کئے جن کو ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ ۱۴ نومبر ۱۹۵۶ء کو بدھ مذہب قبول کر لیا اور ۶ دسمبر ۱۹۵۶ء میں دہلی میں اس دنیا کو الوداع کہا۔ ۷ دسمبر کو شیواجی پارک دادر میں آخری رسومات بڑی عزت واحترام کے ساتھ ادا کی گئیں۔

بابا صاحب نے بی اے، ایم اے، ایم فل، ڈی لیٹ، ایل ایل بی، بار ایٹ لا اور ڈبل پی ایچ ڈی وغیرہ بہت سی ڈگریاں حاصل کی تھیں۔ اس وقت کے سب سے بڑے، سب سے زیادہ تعلیم یافتہ تھے اور ہندوستان میں ان کے مقابلے میں اور کسی کے پاس اتنی ڈگریاں نہیں تھیں۔

بابا صاحب ایک منفرد شخصیت کا نام ہے جنھوں نے سماجی برائیوں کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے زہر خود پیا اور آب حیات ہم سب کو دے دیا۔ سماجی انصاف کے لیے جدوجہد کیا۔ کچھ جاہل لوگوں کا کہنا ہے کہ بابا صاحب صرف دلتوں کے لیے لڑے۔ یہ انھی کے نیتا ہیں، مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ ہزاروں سال سے انسانی حقوق سے محروم ۸۵ فیصد لوگوں کو عزت اور آزادی دلانے میں اور باقی کے پندرہ فیصد اپنے بھائیوں کو گلے لگانے میں لگے رہے۔ ان کی فکر کا سبب سیاسی، سماجی و برابری کا حق دلانا تھا۔ جیسا کہا جاتا ہے کہ 'سماجی حق کی تمہید کے لیے یا کسی بھی فکر کو سمجھنے کے لیے اس کی آمد کی جانچ ضروری ہے۔ ہر انسان اپنے وقت کا قدردان ہے'۔ اسی خاصیت کے سبب بہت سی مصیبتوں سے لڑ کر بدھ مذہب اپنایا۔ جو کہ دنیا کا سب سے بہترین مذہب ہے۔ یہ سچی انسانیت کی علامت ہے۔ وہ قومی، بین الاقوامی سطح کو بلند کرتے ہیں۔ بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ ہندوستان ذات پات سے نجات پانے کے لیے سنجیدہ نہیں ہے۔ جو آزادی سے پہلے تھا، وہ آج بھی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ذاتیاتی نظام اور سماجی مسئلہ ہے۔ بابا صاحب نے اسے ختم کرنے کے لیے پرزور کوشش کی اور بڑی حد تک کامیاب بھی رہے، مگر افسوس ان کے خیالوں کو الگ پیش کیا جا رہا ہے۔ کاسٹ ازم کو ختم کرنے کے لیے سورن ذات میں شادی بھی کی۔ آج لوگ ان کی راہ پر چل پڑے ہیں۔ ہندوستان میں کچھ قوموں کو اونچ نیچ مان کر انسان نے انسان کے بیچ کھائی ڈال دی ہے۔ جب کہ امریکہ وغیرہ میں ایسا نہیں ہے۔ برہمن واد کو بابا صاحب نے بہت جھیلا ہے۔ آج ہم بھی جھیل رہے ہیں اسی پر بابا صاحب نے ٹھیک ہی کہا ہے ''ملک کتنا بھی اچھا کیوں نہ ہو، مگر ملک کا حکمران اچھا نہیں ہے تو اچھا آئین بھی دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔ سب آج بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم سب آزاد ہیں کیا واقعی ہم سب آزاد ہیں؟ کیا ہندوستان کے ہر انسان کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو پا رہی ہیں؟ کیا تعلیم کے میدان میں بھید بھاؤ نہیں کیا جا رہا ہے؟ کیا بندھوا مزدور کی رسم آج بھی جاری نہیں ہے؟

بابا صاحب کا ارادہ تھا کہ ہندوستان میں ذاتی، سماجی، سیاسی برائیوں کو ختم کر کے برابری کا سماج بنائیں گے۔ ہم بابا صاحب کے بنائے ہوئے راستے پر چل سکتے ہیں۔ ۹۹ ویں سال گرہ پر ۱۴/اپریل ۱۹۹۰ء کو ہندوستان سرکار (جناب وی پی سنگھ کے عہد میں) بھارت رتن سے نوازے گئے جسے ہم سماجی انصاف سال گرہ کے نام سے مناتے ہیں، ان کی سال گرہ ہر گلی، محلے، ہر چوراہے پر بڑے بڑے جلسے ہوتے ہیں۔ جب تک کائنات رہے گی بابا صاحب ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے۔ ○○